جدید کمپیوٹر ایڈیشن

تفسیر کمالین

شرح اردو

تفسیر جلالین

تفسیر
علامہ جلال الدین محلیؒ و علامہ جلال الدین سیوطیؒ

شرح
حضرت مولانا محمد نعیم دیوبندی صاحب
استاذ تفسیر دار العلوم دیوبند

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 021-32213768

تفسیر کمالین

شرح اردو

تفسیر جلالین

جلد ششم ہفتم

پارہ ۲۵ تا پارہ ۳۰

بقیہ سورۂ فُصِّلَتْ (حٰمٓ السجدة)

تا

سورة النّاس

تفسیر

علامہ جلال الدین محلیؒ و علامہ جلال الدین سیوطیؒ

شرح

حضرت مولانا محمد نعیم دیوبندی صاحب مدظلہم

استاذ تفسیر دارالعلوم دیوبند

مکتبہ

دارالاشاعت

اردو بازار، ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

بائیں یا قرائن سے معلوم ہو جائے کہ تمہارے ہی لئے تشریف آوری ہوئی ہے۔
حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضور ﷺ کی احادیث پڑھنے اور سننے کے وقت بھی نیز قبر شریف کے پاس حاضری کے وقت بھی آداب نبوی ملحوظ رہنے چاہئیں۔حتیٰ کہ خلفاء اور علماء ربانیین اور اولوالامر کے ساتھ بھی درجہ بدرجہ انہی آداب سے پیش آنا چاہیے تا کہ جماعتی نظام قائم رہے جو آنحضرت ﷺ کے متبع ہیں وہ ان احکام کے بھی متبع رہیں گے۔تاہم سوء ادبی کا وبال اتنا نہیں ہوگا۔لیکن بلاضرورت ایذا رسانی حرام ضرور ہے تاہم فرق مراتب نہ کرنے سے بہت سے مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

بے تحقیق خبر پر عمل کرنے سے بڑی خرابیاں ہو جاتی ہیں:.........يا ايها الذين أمنوا۔آنحضرت ﷺ نے ولید بن عقبہ کو اور ایک روایت کے مطابق بنی وکعبہ کو بنی مصطلق کے یہاں زکوٰۃ کی وصول یابی کے لئے روانہ فرمایا۔ولید اور بنی مصطلق میں زمانہ جاہلیت سے کچھ رنجش تھی۔بنی مصطلق ولید کی آمد سن کر استقبال کو آئے۔مگر ولید یہ سمجھے کہ مقابلہ آرائی کو آئے ہیں۔اسی غلط فہمی میں واپس ہو گئے اور اپنے خیال کے مطابق بارگاہ نبوت میں رپورٹ پیش کر دی کہ حضور ﷺ معلوم ہوتا ہے بنی مصطلق تو اسلام سے پھر گئے۔پھر آپ نے تحقیق کے لئے حضرت خالد کو بھیجا اور فرمادیا کہ اچھی طرح تحقیق کرنا اور ایک روایت ہے کہ بنی مصطلق کے لوگ خود حاضر ہوئے۔ممکن ہے کہ دونوں باتیں ہوئی ہوں۔غرضیکہ ثابت ہو گیا کہ بات بے اصل تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔
حاصل یہ ہے کہ بیشتر نزاعات اور مناقشات کی ابتداء چونکہ جھوٹی خبروں سے ہوتی ہے۔اس لئے اول اختلاف وتفریق کے اسی سرچشمہ کو بند کرنے کی تلقین فرمائی۔یعنی کسی خبر کو یوں ہی بے تحقیق قبول نہ کر لیا کرو۔کہ بسا اوقات بعد میں پچھتانا پڑتا ہے اور اپنی جلد بازی پر ندامت ہوتی ہے اور پھر اس کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں جماعتی طور پر کیسا خراب ہوگا۔
ولید بن عقبہ اگر چہ فاسق نہیں تھے۔اور پھر آنحضرت ﷺ نے محض ان کے کہنے پر عمل نہیں کیا۔بلکہ چھان بین کی اس لئے آیت میں کسی طرح اشکال نہیں رہا۔
پس فاسق کا ذکر حکم میں مبالغہ کے لئے ہے۔اس لئے یہ لازم نہیں آتا کہ ولید فاسق تھے۔اور جب آنحضرت ﷺ نے تحقیق کے بغیر کاروائی نہیں کی،اسی طرح مسلمانوں کو عام حکم ہے کہ وہ بھی اس حکم کے پابند رہیں ورنہ تقديم بين يدى الله ورسوله لازم آئے گی جس کی ممانعت پہلے ہو چکی ہے۔
غرضیکہ آیت سے نہ ولید کا فاسق ہونا لازم آیا اور نہ یہ شبہ رہا کہ آپ نے بے تحقیق کاروائی کرنی چاہی ہوگی۔کیونکہ آیت میں آنحضرت ﷺ مخاطب ہی نہیں ہیں جب کہ عام مومنین کو حکم ہے اس میں حضور ﷺ کی اقتداء کرو۔
اور خبر سے مطلق خبر مراد نہیں۔بلکہ ان تصيبوا کے قرینہ سے وہ خبر مراد ہے۔جس پر عمل کرنے سے کسی کا ضرر لازم آتا ہو۔لہٰذا یقینی فاسق اور محتمل فاسق کی خبر غیر مقبول اور غیر معتبر ہوگی۔

چند شبہات کا ازالہ:.........یہاں مطلق خبر کے مقبول غیر مقبول ہونے کی بحث کرنا ایک زائد بات ہے اسی طرح صحابہؓ کے عدول غیر عدول ہونے کی بحث کرنا ایک زائد بات ہوگی۔کیونکہ ولید کا فاسق ہونا نہ آیت سے لازم آرہا ہے اور نہ ہی حدیث سے ثابت ہے۔کیونکہ ممکن ہے خود ولید کو غلط فہمی ہو گئی ہو۔

اور فتبينوا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ضرور اس خبر کی تحقیق کی جایا کرے۔کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ اگر ہم کسی شخص کی برائی سن کر بالکل التفات نہ

معارف القرآن

جلد

۸

سورۂ محمدؐ سے آخرِ قرآن تک
پارہ ۲۶ رکوع ۵ تا آخرِ قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مفتی اعظم پاکستان

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

حکومتِ پاکستان کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر ۲۷۴۳

عرضِ ناشر: اگرچہ معارف القرآن کی تصحیح کا اہتمام کیا جاتا ہے، لیکن کبھی کبھی کتابت، طباعت اور جلد بندی میں سہواً غلطی ہو جاتی ہے۔ اگر کسی صاحب کو ایسی کسی غلطی کا علم ہو تو براہ کرم مطلع فرمائیں۔

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴
احاطہ دارالعلوم کراچی پوسٹ کوڈ ۷۵۱۸۰
فون: ۵۰۴۹۷۳۳، ۵۰۳۲۰۲۰

باہتمام : محمد مشتاق سُتّی
طبع جدید : محرم الحرام ۱۴۲۵ھ ـ مارچ ۲۰۰۴ء
مطبع : احمد پرنٹنگ پریس، ناظم آباد کراچی
ناشر : ادارۃ المعارف کراچی۔ احاطہ دارالعلوم کراچی ۱۴
فون : 5049733 - 5032020
ای میل : i_maarif@cyber.net.pk

ملنے کے پتے:

- ادارۃ المعارف کراچی احاطہ دارالعلوم کراچی ۱۴
فون: 5049733 - 5032020
- مکتبہ معارف القرآن کراچی احاطہ دارالعلوم کراچی ۱۴
فون: 5031565 - 5031566

فہرست مضامین "معارف القرآن جلد ہشتم"

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹	کفار سے صلح کرنے کا حکم	۴۹
آیات ۱ تا ۳	"	منقبت امام ابو حنیفہؒ	۵۱
آیت ۴	۲۱	سورۃ الفتح	۵۲
جنگی قیدیوں کے قتل و گرفتاری کے احکام	۲۲	شانِ نزول	۵۳
مسئلہ مذکورہ میں مذاہب فقہاء کی تشریح	۲۳	واقعہ حدیبیہ	۵۴
جنگی قیدیوں کے متعلق امام کو چار اختیار	۲۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب	"
اسلام میں غلامی کی بحث	"	صحابۂ کرام اور دیہات کے مسلمانوں کو ساتھ چلنے کی دعوت	۵۵
آیات ۵ تا ۱۱	۲۷	مکہ کی طرف روانگی	"
مشروعیتِ جہاد کی حکمت	۲۹	اہلِ مکہ کی مقابلہ کیلئے تیاری	"
شہید کیلئے تین عظیم انعامات	۳۰	خبر رسانی کا ایک عجیب سادہ طریقہ	۵۶
آیات ۱۲ تا ۱۵	۳۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر رساں	"
آیات ۱۶ تا ۱۸	۳۳	آنحضرتؐ کی ناقہ کا راستہ میں بیٹھ جانا	"
قیامت کی علامتیں	۳۴	مقام حدیبیہ میں ایک معجزہ	۵۷
آیت ۱۹	۳۵	اہلِ مکہ کے وفد سے بات چیت	"
عصمتِ نبوت کے باوجود حکمِ استغفار کا مطلب	۳۶	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہلِ مکہ کے پاس بھیجنا	۵۸
آیات ۲۰ تا ۳۱	۳۷	اہلِ مکہ اور مسلمانوں میں آویزش	۵۹
صلہ رحمی کی سخت تاکید	۴۲	بیعت رضوان کا واقعہ	۶۰
کسی معین شخص پر لعنت کا حکم اور یزید پر لعنت بھیجنے کی بحث	۴۳	حدیبیہ کا واقعہ	"
آیات ۳۲ تا ۳۸	۴۵	شرائطِ صلح سے عام صحابۂ کرام کی ناراضی	۶۲
لا تبطلوا اعمالکم پر بحث	۴۷		

احتمال ہے جو سبب ہے ایذائے رسُول کا۔ اگرچہ صحابہ کرام سے یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ بالقصد کوئی ایسا کام کریں جو آپ کی ایذار کا سبب بنے لیکن بعض اعمال و افعال جیسے تقدم اور رفع صوت اگرچہ بقصد ایذار نہ ہوں پھر بھی اُن سے ایذار کا احتمال ہے اسی لئے اُن کو مطلقاً ممنوع اور معصیت قرار دیا ہے اور بعض معصیتوں کا خاصہ یہ ہوتا ہے کہ اسکے کرنے والے سے توبہ اور اعمال صالحہ کی توفیق سلب ہو جاتی ہے اور وہ گناہوں میں منہمک ہو کر انجام کار کفر تک پہنچ جاتا ہے جو سبب ہے حبطِ اعمال کا، کسی اپنے دینی مقتدار استاد یا مرشد کی ایذار رسانی ایسی ہی معصیت ہے جس سے سلب توفیق کا خطرہ ہوتا ہے، اس طرح یہ افعال یعنی تقدم علی النبی اور رفع الصوت ایسی معصیت ٹھیریں کہ جن سے خطرہ ہے کہ توفیق سلب ہو جائے اور یہ خذلان آخر کار کفر تک پہنچا دے جس سے تمام اعمالِ صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں اور کرنے والے نے چونکہ قصداً ایذار کا نہ کیا تھا اسلئے اس کو اس کی خبر بھی نہ ہوگی کہ اس ابتلار کفر اور حبط اعمال کا اصل سبب کیا تھا۔ بعض علمار نے فرمایا ہے کہ اگر کسی صالح بزرگ کو کسی نے اپنا مرشد بنایا ہو اسکے ساتھ گستاخی و بے ادبی کا بھی یہی حال ہے کہ بعض اوقات وہ سلب توفیق اور خذلان کا سبب بن جاتی ہے جو انجام کار متاعِ ایمان کو بھی ضائع کر دیتی ہے نعوذ باللہ منہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُـجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ، اس آیت میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک تیسرا ادب سکھلایا گیا ہے کہ جس وقت آپ اپنے مکان اور آرام گاہ میں تشریف فرما ہوں اس وقت باہر کھڑے ہو کر آپ کو پکارنا خصوصاً گنوارپن کے ساتھ کہ نام لیکر پکارا جائے یہ بے ادبی ہے عقل والوں کے یہ کام نہیں۔ حجرات، حجرہ کی جمع ہے اصل لغت میں حجرہ ایک چار دیواری سے گھرے ہوئے مکان کو کہتے ہیں جس میں کچھ صحن ہو کچھ مسقف عمارت ہو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مدینہ طیبہ میں نو تھیں اُن میں سے ہر ایک کے لئے ایک حجرہ الگ الگ تھا جن میں آپ باری باری تشریف فرما ہوتے تھے۔

حجرات امہات المؤمنین ابن سعد نے بروایت عطار خراسانی لکھا ہے کہ یہ حجرات کھجور کی شاخوں سے بنے ہوئے تھے اور اُن کے دروازوں پر موٹے سیاہ اُون کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ امام بخاری نے ادب المفرد میں اور بیہقی نے داؤد بن قیس سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان حجرات کی زیارت کی ہے میرا گمان یہ ہے کہ حجرہ کے دروازہ سے مسقف بیت تک چھ سات ہاتھ ہوگا اور بیت (کمرہ) دس ہاتھ اور چھت کی اونچائی سات آٹھ ہاتھ ہوگی۔ یہ حجرات امہات المؤمنین ولید بن عبد الملک کی حکومت میں اُن کے حکم سے مسجد نبوی میں شامل کر دیئے گئے۔ مدینہ میں اُس روز لوگوں پر گریہ طاری تھی۔

سببِ نزول امام بغوی نے بروایت قتادہ رضؓ ذکر کیا ہے کہ قبیلہ بنو تمیم کے لوگ جو آپ کی خدمت

میں حاضر ہوئے تھے جن کا ذکر اُوپر آیا ہے۔ یہ دوپہر کے وقت مدینہ میں پہنچے جبکہ آپ کسی حجرہ میں آرام فرما رہے تھے۔ یہ لوگ اعراب آدابِ معاشرت سے ناواقف تھے۔ اُنھوں نے حجرات کے باہر ہی سے پکارنا شروع کر دیا، اُخرج الینا یا محمد اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اس طرح پکارنے کی ممانعت اور انتظار کرنے کا حکم دیا گیا۔ مسند احمد۔ ترمذی وغیرہ میں بھی یہ روایت مختلف الفاظ سے آئی ہے (مظہری)

تنبیہ صحابہ و تابعین نے اپنے علمار و مشائخ کے ساتھ بھی اسی ادب کا استعمال کیا ہے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضؓ سے منقول ہے کہ جب میں کسی عالم صحابیؓ سے کوئی حدیث دریافت کرنا چاہتا تھا تو انکے مکان پر پہنچکر ان کو آواز یا دروازہ پر دستک دینے سے پرہیز کرتا اور دروازہ کے باہر بیٹھ جاتا تھا کہ جب وہ خود ہی باہر تشریف لاویں گے اسوقت اُن سے دریافت کروں گا، وہ مجھے دیکھ کر فرماتے کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی، آپ نے دروازہ پر دستک دیکر کیوں نہ اطلاع کر دی تو ابن عباس نے فرمایا کہ عالم اپنی قوم میں مثل نبی کے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی کی شان میں یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اُن کے باہر آنیکا انتظار کیا جائے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ میں نے کبھی کسی عالم کے دروازہ پر جا کر دستک نہیں دی بلکہ اسکا انتظار کیا کہ وہ خود ہی جب باہر تشریف لاویں گے اسوقت ملاقات کرونگا (روح المعانی)

مسئلہ: آیت مذکورہ میں حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ میں اِلَيْهِمْ کی قید بڑھانے سے یہ ثابت ہوا کہ صبر و انتظار اسوقت تک کرنا ہے جب تک کہ آپ لوگوں سے ملاقات و گفتگو کے لئے باہر تشریف لائیں، اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا باہر تشریف لانا کسی دوسری ضرورت سے ہو اسوقت بھی آپ سے اپنے مطلب کی بات کرنا مناسب نہیں بلکہ اسکا انتظار کریں کہ جب آپ اُن کی طرف متوجہ ہوں اسوقت بات کریں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا

اے ایمان والو اگر آئے تمھارے پاس کوئی گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو کہیں جا نہ پڑو

قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ⑥

کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو اپنے کئے پر لگو پچھتانے

خُلاصۂ تفسیر

اے ایمان والو اگر کوئی شریر آدمی تمھارے پاس کوئی خبر لائے (جیسے کسی کی شکایت ہو) تو (بدون تحقیق کے اس پر عمل نہ کیا کرو بلکہ اگر عمل کرنا مقصود ہو تو) خوب تحقیق کر لیا کرو کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو پھر اپنے کئے پر پچھتانا پڑے۔

معارف و مسائل

شانِ نزول اس آیت کے نزول کا واقعہ ابن کثیر نے بحوالہ مسند احمد یہ نقل کیا ہے کہ قبیلہ بنی المصطلق کے رئیس حارث بن ضرار بن ابی ضرار جن کی صاحبزادی حضرت جویریہؓ بنت حارث امہات المؤمنین میں سے ہیں یہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا، میں نے اسلام کو قبول کیا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اقرار کیا اور عرض کیا کہ اب میں اپنی قوم میں جا کر ان کو بھی اسلام اور ادائے زکوٰۃ کی طرف دعوت دوں گا۔ جو لوگ میری بات مان لیں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے میں اُن کی زکوٰۃ جمع کر لوں گا۔ اور آپ فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ تک اپنا کوئی قاصد میرے پاس بھیجدیں تاکہ جو رقم زکوٰۃ کی میرے پاس جمع ہو جائے اس کو سپرد کر دوں، پھر جب حارث نے حسب وعدہ ایمان لانے والوں کی زکوٰۃ جمع کر لی اور وہ مہینہ اور تاریخ جو قاصد بھیجنے کے لئے طے ہوئی تھی گزر گئی اور آپ کا کوئی قاصد نہ پہنچا تو حارث کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ شاید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے کسی بات پر ناراض ہیں ورنہ یہ ممکن نہیں تھا کہ آپ وعدے کے مطابق اپنا آدمی نہ بھیجتے۔ حارث نے اس خطرہ کا ذکر اسلام قبول کرنے والوں کے سرداروں سے کیا، اور ارادہ کیا کہ یہ سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاویں۔ ادھر واقعہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقررہ تاریخ پر ولید بن عقبہؓ کو اپنا قاصد بنا کر زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجدیا تھا مگر ولید بن عقبہ کو راستہ میں یہ خیال آیا کہ اس قبیلہ کے لوگوں سے میری پُرانی دشمنی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مجھے قتل کر ڈالیں اس خوف کے سبب وہ راستہ ہی سے واپس ہو گئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جا کر یہ کہا کہ اُن لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور میرے قتل کا ارادہ کیا اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور حضرت خالد بن ولید کی سرکردگی میں ایک دستہ مجاہدین کا روانہ کیا، ادھر یہ دستہ مجاہدین کا روانہ ہوا ادھر سے حارث مع اپنے ساتھیوں کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لئے نکلے، مدینہ کے قریب دونوں کی ملاقات ہوئی۔ حارث نے ان لوگوں سے پوچھا کہ آپ کن لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ حارث نے سبب پوچھا تو ان کو واقعہ ولید بن عقبہ کے بھیجنے کا اور انکی واپسی کا بتلایا گیا اور یہ کہ ولید بن عقبہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بیان دیا ہے کہ بنی المصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور میرے قتل کا منصوبہ بنایا۔ حارث نے یہ سُن کر کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولِ برحق بنا کر بھیجا ہے میں نے ولید بن عقبہ کو دیکھا تک نہیں اور نہ وہ میرے پاس آئے۔ اس کے بعد حارث جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور میرے قاصد کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حارث نے کہا کہ ہرگز نہیں، قسم ہے اُس

ذات کی جس نے آپ کو پیغام حق دیکر بھیجا ہے نہ وہ میرے پاس آئے نہ میں نے انکو دیکھا۔ پھر جب مقررہ وقت پر آپ کا قاصد نہ پہنچا تو مجھے خطرہ ہوا کہ شاید مجھ سے کوئی قصور ہوا جس پر حضور ناراض ہوئے اس لئے میں حاضر خدمت ہوا۔ حارث رضؓ فرماتے ہیں کہ اس پر سورۂ حجرات کی آیت نازل ہوئی (ابن کثیر)

اور بعض روایات میں ہے کہ ولید بن عقبہؓ حسب الحکم بنی المصطلق میں پہنچے، اس قبیلہ کے لوگوں کو چونکہ یہ معلوم تھا کہ اس تاریخ پر حضور کا قاصد آویگا یہ تعظیماً بستی سے باہر نکلے کہ ان کا استقبال کریں۔ ولید بن عقبہؓ کو شبہ ہو گیا کہ یہ شاید پُرانی دشمنی کی وجہ سے مجھے قتل کرنے آئے ہیں یہیں سے واپس ہو گئے اور جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گمان کے مطابق یہ عرض کر دیا کہ وہ لوگ زکوٰۃ دینے کے لئے تیار نہیں بلکہ میرے قتل کے دَرپے ہوئے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھیجا اور یہ ہدایت فرمائی کہ خوب تحقیق کر لیں اسکے بعد کوئی اقدام کریں۔ خالد بن ولیدؓ نے بستی سے باہر رات کو پہنچکر قیام کیا اور تحقیقِ حال کے لئے چند آدمی بطور جاسوس کے خفیہ بھیجدیئے۔ ان لوگوں نے آکر خبر دی کہ یہ سب لوگ اسلام و ایمان پر قایم، نماز و زکوٰۃ کے پابند ہیں اور کوئی بات خلافِ اسلام نہیں پائی گئی، خالد بن ولیدؓ نے واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سارا واقعہ بتلایا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی (یہ ابن کثیر کی متعدد روایات کا خلاصہ ہے)

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ کوئی شریر فاسق آدمی اگر کسی شخص یا قوم کی شکایت کرے اُنپر کوئی الزام لگائے تو اسکی خبر یا شہادت پر بغیر مکمل تحقیق کے عمل کرنا جائز نہیں۔

آیت سے متعلقہ احکام و مسائل امام جصاصؒ نے احکام القرآن میں فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ کسی فاسق کی خبر کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا اسوقت تک جائز نہیں جب تک دوسرے ذرائع سے تحقیق کر کے اسکا صدق ثابت نہ ہو جائے، کیونکہ اس آیت میں ایک قرات تو فتثبتوا کی ہے جس کے معنی ہیں کہ اس پر عمل کرنے اور اقدام میں جلدی نہ کرو بلکہ ثابت قدم رہو جب تک دوسرے ذرائع سے اسکا صدق ثابت نہ ہو جائے۔ اور جب فاسق کی خبر کو قبول کرنا جائز نہ ہوا .... تو شہادت کو قبول کرنا بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا کیونکہ ہر شہادت ایک خبر ہوتی ہے جو حلف و قسم کے ساتھ مؤکد کیجاتی ہے، اسی لئے جمہور علماء کے نزدیک فاسق کی خبر یا شہادت شرعاً مقبول نہیں۔ البتہ بعض معاملات اور حالات میں فاسق کی خبر اور شہادت کو بھی قبول کر لیا جاتا ہے وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آیت قرآن میں اس حکم کی ایک خاص علت منصوص ہے یعنی اَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ۔ تو جن معاملات میں یہ علت موجود نہیں وہ آیت کے حکم میں داخل نہیں یا مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً یہ کہ کوئی فاسق بلکہ کافر بھی کوئی چیز لائے اور یہ کہے کہ فلاں شخص نے یہ آپ کو ہدیہ بھیجا ہے تو اس کی خبر پر عمل جائز ہے اس کی مزید تفصیل کُتب فقہ معین الحکام وغیرہ میں ہے

اور احقر نے احکام القرآن عربی حزب سادس میں اس کی تفصیل لکھدی ہے اہل علم اسمیں دیکھ سکتے ہیں۔

ایک اہم سوال وجواب متعلقہ عدالتِ صحابہ

اس آیت کا ولید بن عقبہؓ کے متعلق نازل ہونا صحیح روایات سے ثابت ہے اور آیت میں اُن کو فاسق کہا گیا ہے اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ میں کوئی فاسق بھی ہو سکتا ہے۔ اور یہ اُس مسلمہ اور متفق علیہ ضابطہ کیخلاف ہے کہ الصحابۃ کلھم عدول، یعنی صحابہ کرام سب کے سب ثقہ ہیں ان کی کسی خبر و شہادت پر کوئی گرفت نہیں کیجا سکتی۔ علامہ آلوسی نے رُوح المعانی میں فرمایا کہ اس معاملے میں حق بات وہ ہے جسکی طرف جمہور علماء گئے ہیں کہ صحابہ کرام معصوم نہیں اُن سے گناہِ کبیرہ بھی سرزد ہو سکتا ہے جو فسق ہے اور اُس گناہ کے وقت اُن کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جس کے وہ مستحق ہیں یعنی شرعی سزا جاری کیجائے گی اور اگر کذب ثابت ہوا تو انکی خبر و شہادت رد کردی جائے گی لیکن عقیدہ اہلِ سنت والجماعت کا نصوصِ قرآن وسنت کی بناء پر یہ ہے کہ صحابی سے گناہ تو ہو سکتا ہے مگر کوئی صحابی ایسا نہیں جو گناہ سے توبہ کر کے پاک نہ ہوگیا ہو۔ قرآن کریم نے علی الاطلاق اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا فیصلہ صادر فرما دیا ہے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الآیۃ، اور رضائے الٰہی گناہوں کی معافی کے بغیر نہیں ہوتی، جیساکہ قاضی ابو یعلیٰ نے فرمایا کہ رضا اللہ تعالیٰ کی ایک صفتِ قدیمہ ہے وہ اپنی رضا کا اعلان صرف انہی کے لئے فرماتے ہیں جن کے متعلق وہ جانتے ہیں کہ انکی وفات موجباتِ رضا پر ہوگی (کذا فی الصارم المسلول لابن تیمیہ)

خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کی عظیم الشان جماعت میں سے گنے چنے چند آدمیوں سے کبھی کوئی گناہ سرزد بھی ہوا ہے تو اُن کو فوراً توبہ نصیب ہوئی ہے حق تعالیٰ نے اُن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے ایسا بنا دیا تھا کہ شریعت اُن کی طبیعت بن گئی تھی۔ خلافِ شرع کوئی کام یا گناہ سرزد ہونا انتہائی شاذ و نادر تھا اُن کے اعمالِ صالحہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام پر اپنی جانیں قربان کرنا اور ہر کام میں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو وظیفۂ زندگی بنانا اور اسکے لئے ایسے مجاہدات کرنا جن کی نظیر پچھلی اُمتوں میں نہیں ملتی۔ ان بے شمار اعمالِ صالحہ اور فضائل و کمالات کے مقابلے میں عمر بھر میں کسی گناہ کا سرزد ہو جانا اس کو خود ہی کالعدم کر دیتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت اور ادنیٰ سے گناہ کے وقت اُن کا خوفِ خشیت اور فوراً توبہ کرنا بلکہ اپنے آپ کو سزا کے لئے خود پیش کر دینا کہیں اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دینا وغیرہ روایاتِ حدیث میں معروف و مشہور ہیں اور بحکم حدیث گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسے گناہ کیا ہی نہیں۔ تیسرے حسب ارشاد قرآن اعمالِ صالحہ اور حسنات خود بھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ خصوصاً

جبکہ اُن کے حسنات عام لوگوں کی طرح نہیں بلکہ ان کا حال وہ ہے جو ابو داؤد و ترمذی نے حضرت سعید بن زید سے نقل کیا ہے کہ واللہ لمشھد رجل منھم مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم یغبر فیہ وجھہ خیر من عمل احدکم ولو عمر عمر نوح، یعنی خدا کی قسم ان میں سے کسی شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جہاد میں شریک ہونا جسمیں اُن کے چہرہ پر غبار پڑ گیا ہو تمھاری عمر بھر کی طاعت عبادت سے افضل ہے اگرچہ اس کو عمر نوح علیہ السلام دیدی گئی ہو۔ اسلئے ان سے صدور گناہ کے وقت اگرچہ سزا وغیرہ میں معاملہ وہی کیا گیا جو اس جرم کے لئے مقرر تھا مگر اسکے باوجود بعد میں کسی کے لئے جائز نہیں کہ ان میں سے کسی کو فاسق قرار دے، اسلئے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کسی صحابی سے کوئی گناہ موجب فسق سرزد بھی ہوا اور اسوقت ان کو فاسق کہا بھی گیا تو اس سے یہ جائز نہیں ہو جاتا کہ اس فسق کو انکے لئے مستمر سمجھ کر معاذ اللہ فاسق کہا جائے (کذا فی الروح)

اور آیتِ مذکورہ میں تو قطعاً یہ ضروری نہیں کہ ولید بن عقبہ کو فاسق کہا گیا ہو سببِ نزول خواہ اُن کا معاملہ ہی سہی مگر لفظ فاسق اُن کے لئے استعمال کیا گیا یہ ضرور نہیں، وجہ یہ ہے کہ اس واقعہ سے پہلے تو ولید بن عقبہ سے کوئی ایسا کام ہوا نہ تھا جس کے سبب ان کو فاسق کہا جائے اور اس واقعہ میں بھی جو انھوں نے بنی المصطلق کے لوگوں کی طرف ایک بات غلط منسوب کی وہ بھی اپنے خیال کے مطابق صحیح سمجھ کر کی اگرچہ واقع میں غلط تھی اس لئے آیت مذکورہ کا مطلب بے تکلف وہ بن سکتا ہے جو خلاصۂ تفسیر میں اوپر گزرا ہے کہ اس آیت نے قاعدہ کلیہ فاسق کی خبر کے نامقبول ہونیکے متعلق بیان کیا ہے اور واقعہ مذکورہ پر اس آیت کے نزول سے اسکی مزید تاکید اس طرح ہوگئی کہ ولید بن عقبہ اگرچہ فاسق نہ تھے مگر ان کی خبر قرائن قویہ کے اعتبار سے ناقابلِ قبول نظر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض انکی خبر پر کسی اقدام سے گریز کر کے خالد بن ولید کو تحقیقات پر مامور فرما دیا تو جب ایک ثقہ اور صالح آدمی کی خبر میں قرائن کی بناء پر شبہ ہو جانیکا معاملہ یہ ہے کہ اسپر قبل از تحقیق عمل نہیں کیا گیا تو فاسق کی خبر کو قبول نہ کرنا اور اس پر عمل نہ کرنا اور زیادہ واضح ہے۔ عدالتِ صحابہ کی مکمل بحث احقر نے اپنی کتاب مقامِ صحابہ میں بیان کردی جو شائع ہو چکی ہے اور اسکا کچھ حصہ اگلی آیت وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الآیۃ کے تحت میں بھی آجائے گا۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ

اور جان لو کہ تم میں رسول ہے اللہ کا اگر وہ تمھاری بات مان لیا کرے بہت کاموں میں

لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ

تو تم پر مشکل پڑے پر اللہ نے محبت ڈالدی تمھارے دل میں ایمان کی اور کھبا دیا اسکو تمھارے دلوں میں اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر

جواہر القرآن

از افادات حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ

مرتبہ

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ

کتب خانہ رشیدیہ
مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

القرآن الحکیم

مع تفسیر

جواہر القرآن

از افادات شیخ التفسیر حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

ترمیم، اضافہ

مرتبہ

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب

فوائد موضح قرآن۔ مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی رح

فوائد فتح الرحمن از مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کاشف

کی بنیاد اور اساس ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے آگے پیشقدمی نہ کرو یعنی اللہ و رسول کے احکام کی مخالفت نہ کرو بلکہ انکی اطاعت کرو۔ المراد النهی عن مخالفة الکتاب و السنة (روح ج ۲۶ ص ۱۳۲) اور اللہ سے ڈرو یعنی اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو اور اس کی اطاعت کرو۔ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے تمہارے اقوال و افعال سے وہ اچھی طرح باخبر ہے، وہ مطیع وعاصی کو خوب جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا اور سزا دے گا۔ یہ قانون تمام قوانین کا اصل الاصول ہے کیونکہ تمام قوانین اللہ و رسول ﷺ کے احکام ہی تو ہیں ۳ یایها الذین اٰمنوا لا ترفعوا۔ یہ دوسرا قانون ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے اور آپکی مجلس میں باہم باتیں کرنے کا ادب سکھایا گیا ہے فرمایا جب تم پیغمبر علیہ السلام سے گفتگو کرو تو تمہاری آواز آپ ﷺ کی آواز سے اونچی نہ ہونے پائے، بلکہ تمہاری آواز آپ ﷺ کی آواز سے پست رہے۔ نیز جب تم آپ ﷺ کی مجلس میں باہم باتیں کرو تو اس وقت بھی پست آواز سے باتیں کرو اور تمہاری آوازیں آپ کی مجلس میں بلند نہ ہونے پائیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپ سے خطاب کرتے وقت بلند آواز سے باتیں نہ کرو جس طرح تم آپس میں ایکدوسرے سے اونچی آواز میں باتیں کرتے ہو۔ اور آپکو آپ کے نام سے بھی نہ پکارو بلکہ اوصاف سے پکارو جس طرح بادشاہوں کے درباروں میں آوازیں بلند نہیں کی جاتیں۔ یہ بادشاہوں کے درباروں کے آداب میں سے ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بادشاہوں کے بھی مقتداء ہیں یہ بات آپ کی مجلس کے بھی آداب میں سے ہے۔ یعنی لا ترفعوا اصواتکم عندہ ولا تنادوہ کما ینادی بعضکم بعضا بان تخاطبوہ باسمه او کنیته بل یجب علیکم تبجیله و تعظیمه و مراعاة اٰدابه و خفض الصوت بحضرته و خطابه بالنبی والرسول و نحو ذٰلک (مظہری ج ۹ ص ۱۴) کانه قیل لا ترفعوا اصواتکم فوق صوته اذا نطق و نطقتم و لا تجهروا له بالقول اذا سکت و تکلمتم (روح ج ۲۶ ص ۱۳۵) ان تحبط الخ یہ ماقبل کی علت ہے اور لا ترفعوا اور لا تجهروا کا علی سبیل التنازع مفعول لہ ہے وان تحبط مفعول له والعامل

اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ
بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے دل کو
اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۳ اِنَّ
جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کیواسطے ان کے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا جو
الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۴
لوگ پکارتے ہیں تجھ کو ۵ دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے ف۱
وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ
اور اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا ان کی طرف تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور
اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۵ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ
اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ اے ایمان والو ۶ اگر آئے تمہارے پاس
فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا
کوئی گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو
عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۶ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ
اپنے کئے پر لگو پچھتانے ف۲ اور جان لو ۸ کہ تم میں رسول ہے
اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
اللہ کا اگر وہ تمہاری بات مان لیا کرے بہت کاموں میں تو تم پر مشکل پڑے پر اللہ نے
حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ
محبت ڈالدی تمہارے دل میں ایمان کی اور کھبا دیا اسکو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈالدی تمہارے
الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۷
دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۸ وَاِنْ
اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمتوں والا ف۳ اور اگر

۱ ترتیب بر اعراب ۱۲
۲ تیسرا قانون متعلق ۱۲
۳ متعلق بہ قانون اول ۱۲
۴ چوتھا قانون متعلق ۱۲

موضح قرآن ف۱ بنی تمیم آئے ملنے کو حضرت گھر میں تھے باہر سے لگے پکارنے چاہیئے آدمی کی زبانی خبر کرنا ۱۲ منہ رح ف۲ ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلے اس کے استقبال کو اسلام سے پہلے اس قوم میں بیر تھا۔ یہ ڈرا کہ میرے مارنے کو نکلے الٹا بھاگا مدینہ میں آکر مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہوئی۔ حضرت ان پر فوج بھیجنے پر ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی قبول نہیں۔ فاسق وہ جس پر بے شرع کام عیاں ہوں ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی تمہاری مشورت قبول نہ ہو تو برا نہ مانو، رسول عمل کرتا ہے اللہ کے حکم پر اس میں تمہارا بھلا ہے، اگر تمہاری بات مانا کرے تو ہر کوئی اپنے بھلے کی کہے کس کس کی بات پر چلے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید این تعریض است بحال قومی از بنی تمیم کہ بجہت مہمی پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و چون در مسجد نیافتند و نمیدانستند کہ در کدام حجرہ تشریف دارند نزدیک حجرہ ہا بآواز بلند ندا کردن شروع کردند واللہ اعلم ۱۲۔

نیہ ولا تجہروا علی مذہب البصریین فی الاختیار ولا ترفعوا علی مذاہب الکوفیین فی الاختیار (بحر ج ۸ ص ۱۰۶) مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رفع اصوات اور شور و غوغا سے آپ کی اذیت کا اندیشہ ہے اور آپکو اذیت دینا کفر اور حبطِ اعمال کا موجب ہے۔ گویا یہ نہی سدِ ذریعہ کے طور پر ہے اور یہ ضروری نہیں کہ رفع صوت اور ہر جہر موجب ایذار سول ہو۔ کیونکہ یہ صرف اسی وقت ہوگا جب رفع صوت اہانت و استخفاف کے طور پر ہو۔ النھی عن الفعل المعلل باعتبار التأدیة لان فی الجہر والرفع استخفافاً قد یؤدی الی الکفر المحبط وذلک اذا انضم الیہ قصد الاہانۃ وعدم المبالاۃ (بیضاوی) فورد النہی عما ھو مظنۃ لاذی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سواء وجد ھذا المعنی او لا ھد ما للذریعۃ وحسما للمادۃ (روح، ج ۲۶ ص ۱۳۶) ۳ ان الذین یغضون۔ یہ آواز پست رکھنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ امتحن اللہ الخ اللہ نے ان کے دلوں کو امتحان و ابتلا میں ڈال کر غل و غش اور کھوٹ سے پاک اور کھرا کر کے ان کو تقوی اور خوفِ خدا کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ قال الفراء ای اخلصھا للتقوی وقال ابن عباس طھرھم من کل قبیح، وجعل فی قلوبھم الخوف من اللہ والتقوی (قرطبی ج ۱۶ ص ۳۰۸) جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کے سامنے آواز پست رکھتے ہیں ان کے دلوں کو اللہ نے تقوی سے لبریز کر دیا ہے اور آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس اور لحاظ ان کے دلوں کی اسی قلبی کیفیت ہی کا نتیجہ ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے گناہوں کی معافی ہے اور ان کے لئے بہت بڑا اجر و ثواب ہے ۴ ان الذین ینادونک۔ یہ دیہاتیوں کی ایک جماعت پر زجر ہے۔ بنی تمیم کے اعرابیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوا۔ جب وہ لوگ مسجد نبوی میں پہنچے اس وقت آپ اپنے کسی حجرے میں تشریف فرما تھے انہوں نے آپ کی حجرۂ شریفہ سے باہر تشریف آوری کا انتظار کئے بغیر ہی باہر سے یا محمد اخرج الینا کہنا شروع کر دیا یعنی اے محمد! آپ باہر آئیں۔ ان کی تنبیہ کیلئے یہ آیتیں نازل ہوئیں (روح) جو لوگ حجروں سے باہر کھڑے ہوکر آوازیں دیتے ہیں ان میں اکثر نادان ہیں اور آدابِ نبوت سے بے خبر ہیں۔ اگر وہ ذرا صبر و تحمل سے کام لیتے اور آپ کی باہر تشریف آوری کا انتظار کرتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر بات تھی جس کی وجہ سے ان کا وقار اور انکی عزت بھی قائم رہتی اور وہ ثواب کے مستحق بھی ہوتے۔ لیکن بے خبری اور نادانی میں جب کسی سے کوئی گناہ ہو جائے اور علم کے بعد انسان اس سے اجتناب کرے، تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ یہ اسکی انتہائی رحمت اور مہربانی ہے۔

۶ یا یھا الذین اٰمنوا ان جاءکم۔ یہ تیسرا قانون ہے کہ جب تمہیں کسی قوم کے بارے میں مخالفت کی خبر ملے تو اس کے خلاف کسی قسم کی جنگی کارروائی کرنے سے پہلے اس خبر کی پوری تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم کو نقصان پہنچا دو اور بعد میں تمہیں اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہونا پڑے۔ ان تصیبوا ای لئلا تصیبوا او کراھیۃ ان تصیبوا (روح) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ولید بن عقبہ رض کو بنی مصطلق میں صدقات وصول کرنے کا کیلئے بھیجا۔ جب بنی مصطلق کو ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ استقبال کے لئے گاؤں سے باہر نکل آئے۔ اسلام سے پہلے ان کے اور ولید بن عقبہ رض کے درمیان مخالفت تھی۔ انہوں نے سمجھا شاید یہ لوگ مجھے مارنے پر آمادہ ہیں چنانچہ وہیں سے واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا بیان کیا لیکن تحقیق حال کے بعد حقیقت اس کے برعکس نکلی اور ولید بن عقبہ رض کو محض غلط فہمی ہوئی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض لوگوں نے اس سے یہ غلط نتیجہ نکالا کہ اس آیت میں ولید بن عقبہ رض کو فاسق کہا گیا ہے۔ لیکن یہ بات کئی وجوہ سے درست نہیں۔ اوّل اس لئے کہ جن روایتوں میں ولید بن عقبہ رض کا نام مذکور ہے ان میں سے کوئی روایت بھی صحیح اور جرح سے خالی نہیں وہ سب روایتیں منقطع ہیں (العواصم۔ حواشی از محب الدین خطیب) دوم صحیح روایت سے ثابت ہے کہ فتح مکہ کے دن ولید بن عقبہ رض خورد سالہ بچوں میں تبریک کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے، آپ نے سب کے سروں پر ہاتھ پھیرا مگر ان کے سر پر ہاتھ نہ پھیرا، کیونکہ ان کے سر میں خلوق (ایک قسم کی خوشبو) لگی تھی اور وہ آپ کو ناپسند تھی۔ جو شخص فتح مکہ کے دن بچوں میں شامل ہے وہ چند ماہ بعد اس قابل کس طرح ہو گیا کہ اسے بنی مصطلق میں عامل بنا کر بھیجدیا گیا۔ عن الولید بن عقبۃ قال لما فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ جعل اھل مکۃ یأتونہ بصبیانھم فیمسح علی رؤسھم ویدعولھم فجیٔ بی الیہ وانی مطیب بالخلوق ولم یمسح علی رأسی ولم یمنعہ من ذلک الا ان امی خلقتنی بالخلوق فلم یمسنی من اجل الخلوق (مسند احمد ج ۴ ص ۳۲، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۵۷۶) سوم اس لئے کہ یا یھا الذین اٰمنوا میں خطاب عام مومنین سے ہے اور فاسق سے بھی عام فاسقین مراد ہیں اور فاسق کا ذکر مبالغہ فی الحکم کے لئے ہے یہ مقصود نہیں کہ جس قصہ میں اسکا نزول ہوا ہے اس سے متعلق شخص کو فاسق کہا گیا ہے لہٰذا اس سے حضرت ولید رض کا فاسق ہونا لازم نہیں آتا۔ افادہ الشیخ التھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۷ واعلموا ان فیکم۔ یہ پہلے قانون سے متعلق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کرو۔ آپ پر تمہاری اطاعت ضروری نہیں، بلکہ تم پر آپ کی اطاعت لازم و فرض ہے۔ اگر پیغمبر علیہ السلام تم میں سے ہر ایک کے مشورے پر عمل کرنے لگیں تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے بعض خلاف صواب مشوروں پر عمل کرنے کی وجہ سے تم کئی مشقتوں میں پڑ جاؤ گے۔ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے اس لئے تم آپ کے احکام کی پیروی کرو اور اپنی ہر بات منوانے پر زور نہ دو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی مصطلق کے ارتداد کی خبر ملی جو خلاف واقع تھی۔ اس وقت بہت سے صحابہ رض نے یہ رائے دی کہ فوراً ان پر چڑھائی کرنی چاہیئے، لیکن آپ نے پہلے کشف حقیقت اور تحقیق حال کا حکم فرمایا اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ولکن اللہ الخ ان کی طرف سے اس فوری اقدام کے مشورہ کا عذر بیان کیا گیا ہے کہ ایمان سے فرط محبت اور کفر و عصیان سے دلی نفرت کی وجہ سے انہوں نے یہ مشورہ دیا تھا مگر حقیقت میں صحیح اقدام وہی تھا جس کا پیغمبر علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ تحقیق حال سے پہلے حملہ نہ کیا جائے۔ ومعنی الاٰیۃ لکن ما صدر منکم من ترک التثبت انما کان لحبکم الایمان وبغضکم الکفر فلا لوم علیکم ولا اثم (مظہری ج ۹ ص ۴۰) استدراک ببیان عذرھم وھو ان فرط حبھم الایمان وکراھتھم الکفر

القرآن الحكيم

تفسیر بیان القرآن (مکمل)

جلد سوم

سُورۃُ الفُرقَان تا سُورۃُ النَّاس

مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

www.besturdubooks.wordpress.com

القرآن الحکیم

تفسیرِ بیان القرآن (مکمل)

مع اُردو ترجمہ مسائل السلوک

ومع عربی وُجوہُ المثانی مع توجیہِ الکلماتِ والمعانی

لِکُل از تصانیف حضرت حکیم الاُمّت ماہر العلوم قرآنیہ رأس المفسّرین صاحب الشّریعۃ والطّریقۃ

مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلد سوم

سُورۃُ الفُرقان تا سُورۃُ النّاس

تفسیر بیان القرآن اور اس کے متعلقہ تمام رسائل کی کمپوزنگ اُس قدیم نسخے کو سامنے رکھ کر کی گئی ہے جو حکیم الاُمتؒ کا نظر فرمودہ ہے اس پر حکیم الاُمتؒ کی تصدیق (دستخط) بھی موجود ہیں اس کے علاوہ مولانا شبیر علی صاحب کے اضافہ جات بھی شامل ہیں۔ یہ نسخہ ۱۹۵۳ء میں اشرف المطابع تھانہ بھون سے شائع ہوا تھا اُس نسخے کا عکس بھی جلد اوّل کی ابتداء میں لگا دیا گیا ہے۔

تسہیلِ ترجمہ

مولانا سیّد انظر شاہ کشمیری

خلف الرشید علامہ سیّد انور شاہ کشمیری

تخریج

مولانا حافظ محبوب احمد خان صاحب

مدرس مدرسہ رحمۃ للعالمین ڈیفنس روڈ لاہور

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبہ رحمانیہ

اقراء سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-7224228-7221395

MAKTABA-E-REHMANIA

besturdubooks.wordpress.com

توجیہ سے شفانہ ہوئی آخر حضرت مولانا رومیؒ کے کلام سے جناب باری تعالیٰ میں دعاء کر کے استمداد کی کہ ان کے کلام میں کوئی ایسا مضمون ظاہر فرما دیجئے جو اس آیت کی تفسیر میں معین ہو جاوے۔ یہ دعاء کر کے جو مثنوی کھولی تو دوسرے اشعار مناسبہ کے ساتھ یہ شعر نکلا

چوں دل آن شاہ زین سان خون بود ☆ عصمت او انت فہیم چون بود

جس میں بہت ہی تھوڑا تامل کرنے سے فوراً قلب میں تقریر ذیل وارد ہوئی وہ یہ کہ بے ادبی اور گستاخی سے جب کہ بقصد ایذائے رسول نہ ہو صرف گناہ ہی ہوگا مگر چونکہ یہ سبب ہوگا ایذائے رسول کا (وینطبق علی قول مولانا زین سان خون بود) اور ایذائے رسول حق تعالیٰ کے نزدیک اس قدر مبغوض ہے کہ بعض اوقات وہ سبب ہو جاتا ہے خذلان وعدم توفیق وعدم حفظ حق للعبد کا (وینطبق علی قول مولانا عصمت چون بود) اور یہ خذلان سبب قریب ہو جاتا ہے وقوع فی الکفر الاختیاری کا اور کفر کا حابط اعمال ہونا معلوم ہے پس معنی یہ ہوئے کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رفع صوت وجہر بالقول مت کرو کبھی ایسا نہ ہو کہ آپ کو تکلیف پہنچے جس سے تم مخذول ہو جاؤ اور اس خذلان کے سبب خدانخواستہ تم قصداً کفر کے اعمال کرنے لگو اور جس وقت تم رفع صوت وجہر بالقول کے مرتکب ہوئے تھے اس وقت تم کو اس تسبب رفع وجہر للکفر بواسطۂ تاذی رسول وخذلان حق کی خبر اور اس کا احتمال بھی نہ تھا کیونکہ اس کے احتمال پر صحابہؓ سے اس کے ارتکاب کا کب احتمال ہو سکتا تھا پس میں نے جو کہا ہے کہ کبھی ایسا نہ ہو الخ یہ حاصل ہے ان تحبط بتاویل مخافۃ ان تحبط کا اور یہ جو کہا ہے اس وقت تم کو اس کی خبر اور اس کا احتمال بھی نہ تھا یہ حاصل ہے: وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ کا پس اس تقریر پر کسی معصیت کا حابط بلا واسطہ ہونا بھی لازم نہ آیا اور اسی حبط بلا واسطہ ہی کی اہل سنت نے نفی فرمائی ہے اور اس معصیت کا دوسرے معاصی سے اشد ہونا بھی جو کہ مفہوم عن المقام ہے ثابت ہو گیا کہ دوسرے معاصی میں اس شان کی وعید نہیں آئی۔ الحمد للہ کہ اس تقریر سے غبار صاف ہو گئے اور لفظاً بھی کسی تکلف کا ارتکاب کرنا نہیں پڑا اور ہذا من فضل اللہ تعالیٰ ثم من برکات مولانا۔ نیز اشرف علی عارض ہے کہ تقریر بالا میں جملۂ حالیہ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ کی مقارنت حامل کے ساتھ حکمیہ ہوگی اس کے بعد ایک تقریر اس حال کی مقارنت حقیقیہ کی ذہن میں آئی جس کو ہنوز ضبط نہ کرنے پایا کہ مشفقی مولوی حبیب احمد صاحب نے مجھ کو لکھ کر دکھلائی چونکہ وہ بالکل وہی تقریر تھی جس کو میں لکھنا چاہتا تھا اس لئے میں اس میں بالکلیہ متفق ہوا اور ذیل میں اس کو نقل کیا جاتا ہے وہو ہذا چونکہ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ حال ہے اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ سے اسی لئے مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ عنوان بیان یہ ہو پس یہ معنی ہوئے کہ تم رفع صوت وجہر بالقول مت کرو مبادا اس کی شامت سے تمہارے اعمال حبط ہو جائیں (اس طرح کہ رفع صوت وجہر بالقول موجب ایذائے رسول ہو کر مفضی الی الخذلان ہو اور خذلان منجر بکفر اختیاری موجب حبط اعمال ہو جاوے) اور تمہیں احساس بھی نہ ہو کہ اس کا اصلی سبب تمہارا رفع صوت وجہر بالقول ہی تھا اور تمہارے اس لاابالی پن نے تم کو یہ روز بد دکھلایا اس عنوان میں پورا مقصود بھی آ گیا اور وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ کی حالیت بھی ظاہر رہی انتھی تقریر المشفق الموصوف اور الیہم اس لئے بڑھایا کہ اگر خروج ہو مگر قرائن سے معلوم ہوا کہ ان سے ملنے کو نہیں تشریف لائے مثلاً باہر آ کر اور کسی کام کی طرف متوجہ ہو گئے تو ان کو اس وقت اور صبر کرنا چاہئے یہاں تک کہ آپ ان کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ یہ خروج الیہم نہیں ہے جو کہ غایۃ تھی صبر کی بلکہ توجہ الیہم جو کہ حاصل ہے خروج الیہم کا صبر کی غایت ہوگی۔

ترجمہ مسائل السلوک: قولہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اس میں عمل بالشرع کا لزوم اور ادب کی رعایت اور مقتضیات طبع کا ترک مذکور ہے۔ قولہ تعالیٰ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ یہ آیات اصل ہیں شیخ کے آداب واحترام میں۔

اللغات: قوله امتحن مجاز عن الاخلاص لان الذهب يمتحن و يذاب ليخلص ابريزه من خبثه وينقى وفى الروح ان تفسير امتحن باخلص رواه ابن جرير وجماعة عن مجاهد۔ قوله من وراء بمعنى خارج اعم من قدام وخلف ومن ابتدائية لان ابتداء النداء من المنادى وهو خارج من الحجرات ۱۲۔

البلاغة: قوله لا تقدموا مفعوله محذوف لافادة التعميم اى امرا من القول او الفعل قوله بين يدى الله اى امر الله ورسوله ولما كان الاذنان متلازمين لا حاجة الى ان يقال ان ذكر الله للايذان بجلالة محله عليه السلام قوله يٰايها الذين امنوا لا ترفعوا اعادة النداء مع قرب العهد به للمبالغة فى الايقاظ والتنبيه والاشعار باستقلال كل من الكلامين باستدعاء الاعتناء بشانه ۱۲۔ قوله ينادونك عبر عن الماضى بالمضارع للاستحضار ۱۲۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ

besturdubooks.wordpress.com

وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

اے ایمان والو اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلیا کرو۔ کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچادو پھر اپنے کئے پر پچھتانا پڑے اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ ہیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں اگر وہ اس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تم کو بڑی مضرت پہنچے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کردیا اور کفر اور فسق اور عصیان سے تم کو نفرت دے دی ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

تفسیر ربط: اوپر آداب نبویہ میں ارشاد تھا : لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ یعنی اذن شرعی کے قبل کسی امر میں سبقت مت کرو آگے اس امر عام سے ایک خاص امر کا ذکر فرما کر اس حکم شرعی سے سبقت کرنے کی ممانعت فرماتے ہیں اور وہ امر خاص کسی شخص یا مجمع کی شکایت پہنچنا ہے اور سبقت قبل اذن الشرعی بلا تحقیق اس شکایت کے مقتضاء پر عمل کرنا ہے۔

نہی از عمل بالنمیمہ بلا تحقیق: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝ (اس کا قصہ نزول اس طرح ہوا اور پھر حکم عام ہے کہ حضور ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا اور ایک روایت میں بنی وکیعہ آیا ہے ولید میں اور ان میں زمانۂ جاہلیت میں کچھ عداوت تھی ولید کو وہاں جاتے ہوئے اندیشہ ہوا ان لوگوں نے سن کر استقبال کیا ولید کو گمان ہوا کہ یہ لوگ بارادۂ قتل آئے ہیں واپس جا کر اپنے خیال کے موافق کہہ دیا کہ وہ تو مخالف اسلام ہوگئے آپ نے حضرت خالد کو تحقیق حال کے لئے بھیجا اور فرمادیا کہ خوب تحقیق کرنا اور جلدی مت کرنا چنانچہ انہوں نے وہاں بجز اطاعت اور خیر کے کچھ نہ دیکھا آکر آپ کا اطمینان کردیا اس پر یہ حکم نازل ہوا اخذته من عدة روايات في الدر اور بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ لوگ حاضر خدمت ہوئے اور آپ کو اطمینان دلایا وجہ تطبیق یہ ہوسکتی ہے کہ دونوں واقع ہوئے ہوں یعنی) اے ایمان والو (جس طرح ولید بن عقبہ کی خبر پر باوجودیکہ ولید محکوم علیہ بالفسق نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کرنے میں جلدی نہیں کی بلکہ اس کی تحقیق فرمائی جس سے ایک حکم شرعی ثابت ہوگیا کہ بدوں تحقیق کے ایسی خبر پر عمل نہ کرنا چاہئے اور اوپر تم کو معلوم ہوچکا ہے کہ حکم شرعی سے سبقت کرنا منہی عنہ ہے پس لامحالہ اس حکم شرعی سے بھی سبقت منہی عنہ ہوگی اور جب غیر محکوم علیہ بالفسق میں یہ حکم ہے تو فاسق کے باب میں تو بدرجہ اولیٰ اس لئے ہم تم کو اہتمام کے لئے مکرر حکم دیتے ہیں کہ) اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاوے (جس میں کسی کی شکایت ہو) تو (بدوں تحقیق کے اس پر عمل نہ کیا کرو بلکہ اگر عمل کرنا ہو تو) خوب تحقیق کرلیا کرو کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچادو پھر اپنے کئے پر پچھتانا پڑے۔ **ف**: مطلب یہ کہ جیسا اس واقعہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ایسا ہی تم کو کرنا چاہئے کہ اس کے خلاف وہی تقدیم يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ہے جس کی ممانعت ہوچکی ہے پس يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا میں مخاطب عام مومنین ہیں اور فاسق سے مراد عام فاسقین ہیں اور فاسق کا ذکر افادہ مبالغہ فی الحکم کے لئے ہے یہ نہیں کہ جس قصہ میں اس کا نزول ہوا ہے اس کو فاسق کہا گیا ہو پس اس آیت سے نہ ولید کا فاسق ہونا لازم آیا اور نہ اس کا شبہ رہا کہ یہ موہم ہے کہ آپ نے بے تحقیق کچھ کارروائی کرنا چاہا ہوگا وجہ دفع شبہ ظاہر ہے کہ آپ اس میں مخاطب نہیں بلکہ عام مؤمنین کو حکم ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدا کرو۔ اور اس خبر سے مراد مطلق خبر نہیں ہے بلکہ جس پر عمل کرنے سے کسی کا ضرر لازم آتا ہو بقرینہ أَن تُصِيبُوا ...... تو اس محتمل الفسق ومقطوع الفسق دونوں کی خبر غیر مقبول ہے پس اس مقام پر مطلقاً خبر واحد کے مقبول یا غیر مقبول ہونے کی تفصیل سے بحث کرنا امر زائد ہے اسی طرح صحابہؓ کے عدول وغیر عدول ہونے کی بحث کرنا امر زائد ہے کیونکہ ولید کا فاسق ہونا آیت سے لازم ہی نہیں آتا بلکہ نہ حدیث سے اس لئے کہ ممکن ہے کہ ولید کو خود گمان میں غلطی ہوئی اور فَتَبَيَّنُوا سے یہ مقصود نہیں کہ ضرور اس خبر کی تحقیق کی جاوے کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ اگر ہم کسی شخص کی برائی سن کر بالکل التفات نہ کریں جائز ہے بلکہ بعض جگہ تو تجسس حرام ہے بلکہ مقصود اس سے نہی ہے عمل بلا تحقیق سے جیسا کہ تقریر ترجمہ میں ظاہر کردیا ہے اور یہ مسئلہ مستقل ہے کہ تحقیق کہاں واجب ہے کہاں جائز ہے کہاں ممنوع ہے سو اس میں قول مجمل یہ ہے کہ جہاں تحقیق نہ کرنے سے کوئی واجب شرعی فوت ہوتا ہو وہاں واجب ہے مثلاً سلطان کسی کے ارتداد کی خبر سنے تو چونکہ ارتداد کی صورت میں اس پر واجب ہے کہ اس کو توبہ کرادے ورنہ قتل کرے اس لئے تحقیق واجب ہوگی یا سلطان نے سنا کہ فلاں شخص فلاں کو قتل کرنا چاہتا ہے تو چونکہ بوجہ سلطان ہونے کے حفاظت رعایا کی اس کے ذمہ واجب ہے اسی لئے اس کی تحقیق اور انتظام واجب ہے اور جہاں تحقیق نہ کرنے سے کوئی واجب فوت نہیں ہوتا اور تحقیق کرنے سے اس مبلغ عنہ کا بھی کوئی ضرر نہیں ہوتا تو وہاں تحقیق جائز ہے جیسے یہ سنا کہ فلاں شخص مجھ کو مارے گا اور اگر تحقیق کرنے سے اپنی کوئی دفع مضرت نہیں اور اس دوسرے کو ناگواری ہے تو تحقیق حرام ہے جیسے کسی نے سنا کہ فلاں شخص خفیہ شراب پیتا ہے تو تحقیق نہ کرنے سے اپنا کوئی ضرر نہیں اور تحقیق کرنے سے وہ فضیحت ہوتا ہے خوب سمجھ لیا جاوے۔

besturdubooks.wordpress.com

ربط: اوپر لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ میں ایک ادب نبوی یہ بتلایا گیا ہے کہ کسی امر میں آپ کے حکم سے سبقت نہ کی جاوے اور اس امر کے بعض افراد وہ ہیں کہ وہ امور دینیہ نہیں بلکہ امور دنیویہ ہیں جیسے آپ نے حضرت زینب اور ان کے بھائی کو فرمایا تھا کہ زید بن حارثہ سے زینب کا نکاح کر دیا جاوے تو ایسے امور میں بوجہ دنیوی ہونے کے جواز سبقت اور عدم وجوب اطاعت کا شبہ ہوسکتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ایسے امور میں بعض اوقات یہ بھی تخیل ہو سکتا ہے کہ یہ امور متعلق رائے اور تدبیر کے ہیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری رائے کی موافقت مناسب اور مصلحت ہے آگے اس کے متعلق ارشاد ہے اور چونکہ ایسے امور حضور کی حیات ہی تک پیش آسکتے ہیں اسی لئے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ فرما کر اس تخصیص کی تنصیص کر دی۔

ایجاب اطاعت مطلقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم برامت و وخامت عکس: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (الی قولہ تعالی) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۝ اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما) ہیں (جو خدا کی بڑی نعمت ہیں کما قال تعالیٰ: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ ...... [آل عمران: ۱۶۴] پس اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ کسی بات میں تم آپ کے خلاف مت کرو گو دنیوی ہی کیوں نہ ہو اور اس فکر میں مت پڑو کہ امور دنیویہ میں خود حضور ہماری رائے کی موافقت فرمایا کریں کیونکہ) بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر اس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تم کو بڑی مضرت پہنچے (کیونکہ وہ مصلحت کے خلاف ہو تو ضرور اس کے موافق عمل کرنے میں مضرت ہو بخلاف اس کے کہ آپ کی رائے پر عمل کیا جائے کیونکہ گو بر تقدیر اس کے دنیوی امر ہونے کے اس میں خلاف مصلحت ہونے کا احتمال فی نفسہ مستبعد اور خلاف شان نبوت نہیں لیکن اول تو ایسے امور جن میں ایسا احتمال ہو شاذ و نادر ہوں گے پھر علی سبیل الشذ وذ اگر ہوں بھی اور ان میں مصلحت بھی فوت ہو جاوے لیکن یہ کتنی بڑی بات ہے کہ اس مصلحت کا نعم البدل یعنی اجر و ثواب اطاعت رسول کا ضرور ہی میسر ہوگا بخلاف اس کے کہ تمہاری رائے پر عمل ہو کہ گو شاذ و نادر ایسے امور بھی نکلیں گے جن میں مصلحت ہو لیکن متعین تو ہیں نہیں اور پھر بہت ہی کم ہوں گے زیادہ احتمال مضرت ہی کا ہے پھر اس مضرت کا کوئی تدارک نہیں اور اس تقریر سے فائدہ کثیر کی قید کا بھی معلوم ہو گیا بہر حال اگر آپ تم لوگوں کی موافقت کرتے تو تم بڑی مصیبت میں پڑتے) لیکن اللہ تعالیٰ نے (تم کو مصیبت سے بچالیا اس طرح سے کہ) تم کو ایمان (کامل) کی محبت دی اور اس (کی تحصیل) کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر اور فسق (یعنی گناہ کبیرہ) اور مطلق) عصیان (یعنی گناہ صغیرہ) سے تم کو نفرت دے دی (جس سے تم کو ہر وقت رضائے رسول کی جستجو رہتی ہے اور جس سے تم احکام متضمنہ اعمال موجبہ رضائے رسول کو مان لیتے ہو چنانچہ جب تم کو یہ معلوم ہو گیا کہ امور دنیویہ میں بھی اطاعت رسول کی واجب ہے اور بدون اطاعت مطلقہ کے ایمان کامل نہیں ہوتا اور ایمان کامل کی تحصیل کی رغبت پہلے سے موجود ہے پس تم نے فوراً اس حکم کو بھی قبول کر لیا اور قبول کر کے ایمان کی اور تکمیل کر لی) ایسے لوگ (جو کہ تکمیل ایمان کے محب ہیں) خدا تعالیٰ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں اور اللہ تعالیٰ (نے جو یہ احکام فرمائے ہیں تو وہ ان کی مصلحتوں کو) جاننے والا (ہے اور چونکہ) حکمت والا ہے (اسی لئے ان احکام کو واجب کر دیا ہے)۔

ف: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ کے ظاہر الفاظ قرینہ ہے کہ اس میں کسی ایسے امر کا بیان ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے ساتھ مخصوص تھا اور وہ احقر کے نزدیک یہی امر ہے کہ دنیوی امور میں اطاعت کرنا اور فی کثیر کہنا بھی قرینہ ہے کہ ایسے ہی امور مراد ہیں کیونکہ امور دینیہ میں سے تو کسی ایک امر میں بھی اطاعت کی گنجائش نہیں اور وجہ تخصیص کی یہ نہیں کہ اگر آپ اپنے بعد کے لئے ایسے احکام فرما جاتے تو اطاعت واجب نہ ہوتی بلکہ وجہ تخصیص کی یہ ہے کہ آپ نے ایسے احکام فرمائے نہیں کیونکہ یہ احکام جزئی تھے اور حضور نے شریعت موبدہ جو چھوڑی ہے وہ احکام کلیہ ہیں اور تحقیق اس مسئلہ کی کہ دنیوی امور میں وجوب اطاعت کس شرط سے ہے شروع پارہ وَمَنْ يَّقْنُتْ آیت: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ ...... [الأحزاب: ۳۶] میں گزر چکی ہے۔

ترجمہ مسائل السلوک: قولہ تعالی: لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ اسی طرح اس کی کوشش نہ کرے کہ شیخ کو اپنی رائے میں موافق بنا دے۔

النحو: ان تصیبوا ای لئلا تصیبوا او کراھۃ ان تصیبوا ۱۲۔ فضلا تعلیل للراشدین ۱۲۔

البلاغۃ: فی قولہ کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان فی مقابلۃ الایمان المحبب والمزین اشارۃ الی ان الایمان المحبب المزین ای الکامل ما لا یکون فیہ کفر ولا فسق ولا عصیان ای ما یکون فیہ التصدیق بالجنان والعمل بالارکان والاقرار باللسان ۱۲۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ

فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ

اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ